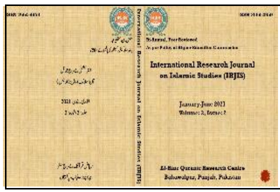

International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)

ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)

Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com

E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com

Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

ملکی معاشی استحکام کا لائحہ عمل: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Strategy for the Country's Economic Stability in the Light of Seerat al-Nabi ﷺ

Dr. Hafiz Muhammad Siddique,

Lecturer, Department of Hadith,

The Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, Punjab, Pakistan

Email: hm.siddique@iub.edu.pk

ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-4162-8801

To cite this article: Dr. Hafiz Muhammad Siddique. 2024. "ملکی معاشی استحکام کا لائحہ عمل: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں : Strategy for the Country's Economic Stability in the Light of Seerat al-Nabi ﷺ. International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 6 (Issue 1), 24-41.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 6 || January - June 2024 || P. 24-41
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-6-1-3/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.06.01.u3
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	30 June 2024

License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

This research article explores the strategic frameworks for economic stability in the context of (Seerat al-Nabi ﷺ) the life of Prophet Muhammad ﷺ. By examining the principles and practices employed during the Prophet's time, the study aims to identify sustainable economic models and strategies that can be applied in contemporary settings. The analysis focuses on key aspects such as ethical trade practices, equitable distribution of wealth, social welfare systems, and the promotion of financial justice. The research highlights how these principles, grounded in Islamic teachings, fostered economic resilience and prosperity in early Islamic society. By drawing parallels between historical practices and modern economic challenges, the study proposes a comprehensive strategy for achieving economic stability in today's global economy. The findings suggest that integrating these time-tested principles with contemporary economic policies can lead to a more stable economic environment.

Keywords: Islamic Economy, Financial Justice, Economic Stability, Wealth production, Wealth Distribution, Ethical Trade, Seerat al-Nabi ﷺ

تعارف:

انسان اپنی پیدائش سے ہی ضروریات وحوائج میں جکڑا ہوا ہے، جن کی تکمیل وسائل سے ممکن ہوتی ہے۔ یہی حال ملکوں کا بھی ہے، کہ وجود میں آتے ہی ضروریات وحوائج اور اسباب ووسائل کی جکڑ بندیوں میں قید ہو جاتے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان روز اول سے ہی ضروریات وحوائج اور مسائل کی کثرت اور وسائل واسباب کی قلت سے نبرد آزما ہے۔ تاریخی طور پر بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک معاشی عدم استحکام کا شکار رہا ہے۔ بڑے پیمانے پر عوام الناس کو جن مسائل کا سامنا ہے؛ ان میں بے روزگاری، غربت، معاشی بے یقینی، ناقابل برداشت معاشی دباؤ، اور قرض خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ملک کے تین اہم صوبوں؛ خیبر پختونخواہ، بلوچستان، اور سندھ میں دہشت گردی اور نفرت پھیلاؤ کا تاثر بیرونی سرمایہ کاری کے لیے ملک کی ساکھ کو متاثر کرتا رہا ہے، اور تاحال کر رہا ہے۔ اگرچہ اقتصادیات سے متعلق کئی قوانین میں مثبت تبدیلیاں کی گئی ہیں، تاہم تاحال ایسی پیچیدگیاں موجود ہیں، جن سے کسی بھی کاروباری ادارہ اور شخص کا استحصال کیا جاسکتا ہے۔ محکموں میں مالی اور اخلاقی بدعنوانی کا تاثر بھی اس پر مستزاد ہے۔ نیز حالیہ کرونا وباء کی وجہ سے جہاں ساری دنیا کی اقتصادی حالت دگرگوں ہوئی ہے، وہیں کاروبار میں نقصان، کساد بازاری، مزید کاروباری سکت کا خاتمہ، اور روزگار کی کمی جیسے مسائل پاکستان کے حصے میں بھی آئے ہیں۔ جن سے بیرونی زر مبادلہ کی دستیابی میں بہت کمی واقع ہوئی ہے اور مہنگائی کا جن بے قابو ہو گیا ہے۔ اور رہی سہی کسر سیاسی عدم استحکام نے نکال دی ہے۔ ایک عرصہ سے ملک میں سیاسی عدم اعتماد کا ایسا دور دورہ ہے، کہ جس سے نہ صرف ملک کا سیاسی اور معاشی استحکام داؤ پر لگا ہوا ہے، بلکہ اس کے منفی اثرات میڈیا اور سوشل میڈیا کے توسط سے ملک کے باشندگان کو معاشرتی بگاڑ اور خانہ جنگی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

کتبِ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری سے قبل عرب کے لوگ بھی معاشرتی، معاشی، اور سیاسی ہر سطح پر دگرگونی کا شکار تھے۔ یہاں ملک پاکستان کے لیے امید کی ایک کرن موجود ہے کہ ملک جملہ پستیوں اور بدحالیوں کے باوجود عرب کے جاہلی معاشرہ سے بدرجہا بہتر حال میں ہے۔

موضوع سے متعلقہ مواد کا جائزہ

موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر سابقہ کام کا جائزہ لیا گیا تو حسبِ ذیل اہم کام سامنے آئے:

1. نیلم امین نے 2006 میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے ایم اے علوم اسلامیہ کی ڈگری کے حصول کے لیے 'چند معاشی مسائل کا حل سیرت النبویؐ کی روشنی میں (غربت، بے روزگاری، تقسیم دولت میں ناہمواری)' کے عنوان سے تھیسز لکھا، جس میں غربت، بے روزگاری، اور تقسیم دولت میں ناہمواری کے حل کے لیے سیرت النبی ﷺ کی روشنی مین تجاویز سفارشات پیش کیں۔
2. عذرا منیر نے 2015 میں دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور سے ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کے حصول کے لیے 'پاکستان میں معاشی، سیاسی بدامنی کے اسباب و سیرت النبیؐ کی روشنی میں ان کا حل' کے عنوان سے تھیسز لکھا، اور پاکستان کے تناظر میں معاشی اور سیاسی بدامنی کے اسباب اور ان کے حل کے لیے سیرتِ طیبہ کی روشنی میں تجاویز وسفارشات پیش کی ہیں۔
3. ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 2007 میں 'سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِقتصادی اَہمیت' کے عنوان سے ایک تفصیلی کتاب تحریر کی ہے۔ اس کتاب کا پہلا حصہ معیشت کے تصوراتی پہلو سے متعلق ہے، جس میں معاش اور اقتصاد کی معنویت اور مقصود کے حوالے سے قرآن وسنت کی تعلیمات زیر بحث لائی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ فلاحی معیشت کے قیام کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے

اقدامات پر گفتگو کی گئی ہے۔ تیسرے حصے میں معیشت و معاشرت کے باہمی تعلق پر بحث کی گئی ہے۔ چوتھا حصہ معیشت کے حوالے اخلاقی تعلیمات کا احاطہ کرتا ہے، جبکہ پانچواں حصہ معاش کے حوالے سے ریاست کی ذمہ داریاں اور ممانعات پر تفصیلی بحث پر مشتمل ہے۔

4. ڈاکٹر نور محمد غفاری نے 'نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی' کے عنوان سے کتاب تحریر فرمائی، جو کہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری سے شائع ہوئی۔ مصنف نے کتاب ہذا میں عربوں کی زمانہ جاہلیت میں معیشت پر بات کی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی قبل از نبوت معاشی سرگرمیوں پر گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ، بعد از نبوت طرز عمل، معاش، معیشت اور اقتصاد سے متعلق تعلیمات، اور بطور والی ریاست معاشی مسائل کے حل کے لیے اقدامات کا سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں جائزہ پیش کیا ہے۔

Dynamic Role of Zakat in Alleviating Poverty: A Case Study of Pakistan

میاں محمد اکرم اور محمد افضل کی مشترکہ کاوش ہے، جو کہ Munich Personal RePEc Archive میں 2014 کو شائع ہوا۔ اس مقالہ میں پاکستان سے غربت کے خاتمہ کے لیے زکوٰۃ کے کردار پر بات کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اگر حکومت اور انفرادی سطح پر تقسیم زکوٰۃ کی مقدار کا صحیح تعین کر کے ایک نظم مرتب کیا جائے تو پاکستان سے غربت کے خاتمے کے لیے خاطر خواہ نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

موضوع سے جزوی مماثلت کے حامل متعدد تحقیقی مقالات، تعلیمی مقالات، اور کتب موجود ہیں، ان تمام کا احاطہ مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ غیر ضروری بھی سمجھا گیا ہے، اس لیے زیادہ سے زیادہ مماثلت والے کام کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہاں قاضی ابویوسف کی کتاب 'الخراج'، علامہ یوسف قرضاوی کی معیشت سے متعلق مساعی کا اردو ترجمہ 'اسلام کا معاشی تحفظ'، ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضراتِ معیشت و تجارت، اور ڈاکٹر محمد مظہر یٰسین صدیقی ندوی کی کتاب 'غزوات نبوی کے اقتصادی پہلو' کا ذکر بھی ازبس ضروری ہے۔ اس تمام تحقیقی کام کی موجودگی میں بھی "ملکی معاشی استحکام کا لائحہ عمل: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں" سے متعلق پڑھنے اور لکھنے کی ضرورت باقی ہے، کیونکہ یہ بات عین حقیقت ہے کہ نبی مکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ ایک جامع، عالمگیر اور عملی اسوہ حسنہ ہے۔ اسی لیے اس کی طرف رجوع نہ صرف دنیاوی و اخروی سعادت کی بات ہے، بلکہ انسانی زندگی کے سیاسی، معاشی، نیز معاشرتی جملہ پہلوؤں سے متعلقہ مسائل کا حل اور لائحہ عمل بھی یقینی طور پر میسر آ جاتا ہے۔ تو جب تک معاشی مسائل موجود رہیں گے، تب تک اور شاید اس کے بعد تک بھی اس موضوع پر پڑھنے، پڑھانے اور لکھنے کی اہمیت اپنی جگہ پر موجود رہے گی۔ ملکی معاشی استحکام کیا ہے، اور سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ تعلیمات کی روشنی میں اس کے حصول کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ یہ اس مقالہ کا بنیادی سوال ہے۔ موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر مقالہ ہذا کو درج ذیل عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے:

- **معاشی استحکام کا مفہوم، انواع اور عناصر**
- **سیرت النبی ﷺ اور بنیادی معاشی اصول**
- **جزوی معاشی استحکام کی حکمت عملی**
- **مجموعی ملکی معاشی استحکام کی حکمت عملی**
- **ملخص مقالہ**
- **تجاویز و سفارشات**
- **حوالہ جات**

موضوع سے متعلق تفصیلی گفتگو سے قبل معاشی استحکام کے مفہوم، لوازمات وعناصر، اور ملکی معاشی استحکام میں حائل رکاوٹوں اور اہم معاشی چیلنجز کا جان لینا نہایت ضروری ہے، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

1. معاشی استحکام کا مفہوم

معاشی استحکام کی اصطلاح من وعن تو نہ اردو لغات میں ملتی ہے، اور نہ عربی لغات میں، ہاں البتہ معاش عربی زبان کا لفظ ہے، جو کہ ع ی ش سے بنا ہے۔ اس کے صحیح لغوی مفہوم کو سمجھنے کے لیے سلمہ بن مسلم العوتی کی کتاب کا حوالہ حسبِ ذیل ہے، جس میں عیش، معاش، معیشۃ تینوں کا لغوی معنی بیان کیا گیا ہے:

العَيْشُ: المَطْعَمُ والمَشْرَبُ وما تكونُ منه الحياةُ. والمَعِيشةُ: اسْمٌ لما يُعاشُ به. والمَعَاشُ يجري مجْرى العَيْش.وكُلُّ شَيْءٍ يُعَاشُ بِهِ، أو فيه مَعيشَتُهُمْ فهو مَعاشٌ، والأَرْضُ مَعاشٌ لِلخَلْقِ فيها معايِشُهُمْ. والمَعِيشُ، بِطَرْحِ الهاء: هو المَعِيشَة. ورَجُلٌ عائشٌ: أي حالُهُ حَسَنَةٌ. [1]

العیش کا لغوی معنی ہے: کھانا، پینا، اور ہر وہ چیز جو زندگی کے لوازمات میں سے ہو۔ المعیشۃ: لغت میں ہر اس چیز کے لیے بولا جاتا ہے جس کے ذریعے زندہ رہا جا سکے۔ اور المعاش: لغت عربی میں العیش کا قائم مقام ہے، اور اس سے مراد یا تو ہر وہ چیز لی جاسکتی ہے جس سے زندگی ممکن ہو، یا وہ جگہ جس میں ان کا رزق ہے وہ ایک رزق ہے۔ جیسا کہ زمین کہ اس میں مخلوقات کا رزق ہے۔ العیش بغیر 'ۃ' کے بالکل معیشۃ کے معنی میں ہے۔ اور عربی میں رجل عائش: ایسے آدمی کے لیے بولا جاتا ہے، جس کی معاشی حالت اچھی ہو۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ عیش، معاش اور معیشۃ لوازمات زندگی کا نام ہے، جبکہ معاش کے لغوی مفہوم میں وہ امور اور مقامات بھی شامل ہیں جہاں سے لوازمات زندگی حاصل ہو سکیں۔ جبکہ محمد عمیم الاحسان البرکتی نے معیشۃ اور عیش کا مفہوم یوں بیان کیا ہے:

مَعِيشة الإنسان: التي يعيش بها من المطعم والمشرب، والعيشُ: الحياةُ المختصَّة بالحيوان۔[2]

انسان کی معیشۃ سے مراد اشیاء خورد و نوش ہیں جن سے وہ زندہ رہتا ہے، اور عیش خود وہ زندگی ہے جو جانداروں کے ساتھ مخصوص کی گئی ہے۔

اردو زبان میں لفظ معیشت اسم مؤنث ہے، جو کہ معاشی صورت حال، معاش، رزق، روزگار، گزر بسر کا ذریعہ، اور زندگی گزارنے کا سلیقہ کے معانی میں مستعمل ہے۔[3] تعلیمی میدان میں معشیت سے مراد کمانے اور خرچ کرنے کے علم کو کہا جاتا ہے، جس کے لیے عربی میں الاقتصاد کی اصطلاح مستعمل ہے، اور اس کی تعریف حسب ذیل ہے:

علم يبحث في الإنتاج وفي توزيع الثّرْوة وطُرُق اسْتِهلاكها۔ [4]

ایک ایسا علم جو پیدائشِ دولت، تقسیمِ دولت اور صرفِ دولت کے بارے میں بحث کرتا ہے۔

ہاں البتہ لغات معاصرہ، جدید موسوعات، تحقیقی مقالات اور آنلائن ریپوزیٹریز میں معاشی استحکام کے لیے عربی میں الاستقرار الاقتصادي کی اصطلاح مستعمل ہے، جس کی تعریف یوں ہے:

---

[1] العوتی، سلمة بن مسلم، الابانة فی اللغة العربية (مسقط: وزارة التراث القومی والثقافة، 1999)، 541/3

[2] البركتی، محمد عميم الاحسان، التعريفات الفقهية (بيروت: دار الكتب العلمية، 2003)، 211/1

[3] Rekhtadictionary, https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-maiishat?lang=ur Retrieved: 25-04-2023

[4] عمر، الدكتور مختار عبد الحميد، معجم اللغة العربية المعاصرة (قاهرة: مكتب العالم، 2008)، 1819/3

الاستقرار الاقتصادي هو الوضع الذي لايظهر فيه بلد ما اختلافات كبيرة في مؤشرات الاقتصاد الكلي الرئيسية. أهمها التضخم والبطالة والناتج المحلي الإجمالي. 5

اقتصادی استحکام ایک ایسی صورت حال ہے جس میں کسی ملک کے کلیدی معاشی اشاریوں میں بہت زیادہ اتار چڑھاؤ ظاہر نہ ہو رہا ہو۔ جبکہ کلیدی معاشی اشاریوں میں مہنگائی، بے روزگاری اور مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

معاشی استحکام کی یہ تعریف مغربی ماہرین معاشیات کی وضاحتوں سے بہت حد تک مماثلت رکھتی ہے۔ جیسا کہ اس اصطلاح کی ایک ممکنہ تعریف پال اے سیموئلسن اور ولیم ڈی نورڈاؤس(Paul A. Samuelson and William D. Nordhaus) کی کتاب 'اکنامکس' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ معاشی استحکام کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

Economic stability refers to the ability of an economy to avoid or minimize fluctuations in production, employment, and prices. Stable economies are characterized by steady growth, low inflation, and low unemployment. They are able to withstand shocks and maintain a high level of economic activity over time. [6]

اقتصادی استحکام سے مراد کسی معیشت کی پیداوار، روزگار اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے بچنے یا کم کرنے کی صلاحیت ہے۔ مستحکم ترقی، کم افراط زر، اور کم بے روزگاری مستحکم معیشتوں کی خصوصیات میں سے ہیں۔ ایسی معیشتیں اچانک آنے والے معاشی اتار چڑھاؤ کو برداشت کرنے اور طویل المدت اعلیٰ سطح کی اقتصادی سرگرمیوں کو برقرار رکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔

یہ تعریف اہم اقتصادی اشاریوں میں اتار چڑھاؤ سے بچنے اور وقت کے ساتھ معاشی سرگرمی کی ایک مستقل سطح کو برقرار رکھنے کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ نیز اقتصادی ترقی کی حمایت، افراط زر کو کم کرنے اور بے روزگاری کو کم کرنے میں استحکام کے کردار کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ اسی طرح اقوام متحدہ کے اقتصادی و سماجی کمیشن برائے مغربی ایشیاء کی ویب سائٹ پر economic stability کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

Economic stability is a term used to describe the financial system of a nation that displays only minor fluctuations in output growth and exhibits a consistently low inflation rate. Economic stability is usually seen as a desirable state for a developed country that is often encouraged by the policies and actions of its central bank.

اقتصادی استحکام ایک اصطلاح ہے جو کسی قوم کے مالیاتی نظام کی اس حالت کے لیے استعمال ہوتی ہے جو پیداواری اضافے میں معمولی اتار چڑھاؤ، جبکہ افراط زر کی مسلسل کم شرح کو ظاہر کرے۔ معاشی استحکام درحقیقت ترقی یافتہ ملکوں کے لیے ایک مطلوبہ صورت حال ہوتی ہے، جس کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں کسی ملک کے لیے اپنی ملکی اور مرکزی بینک کی حکمت عملیاں ترتیب دینے میں حوصلہ افزائی ملتی ہے۔

لہٰذا ملکی معاشی استحکام کسی بھی ملک و قوم کی اس صورت حال کا نام ہے جس میں وہ معیشت کی بنیادی عوامل میں مستحکم اور مستقل ہو۔ اب ان انواع کا ذکر کیا جاتا ہے، جن سے معاشی ترقی کی شاہراہ گزرتی ہے۔

---

[5] Economyinarabic.com, https://www.economyinarabic.com/الاستقرار-الاقتصادي-ما-هو-،-التعريف-وا/ retrieved: 25-04-2023

[6] Samuelson, P. A., & Nordhaus, W. D. Economics, (New York: McGraw-Hill/Irwin, 2010) p. 548.

1.1 معاشی استحکام کی انواع

معاشیات کی تقریباً ہر کتاب میں دیکھا جاسکتا ہے کہ معاشی سر گرمیاں یا پھر معاشی استحکام دو سطح پر اپنی فعالیت کا اظہار کرتا ہے۔ ایک جزوی معاشیات(Microeconomics)،اور دوسرے مجموعی اقتصادیات(Macroeconomics) کے نام سے جانی جاتی ہے۔ جزوی معاشیات توافراد، اجنٹوں اور اداروں کی اقتصادی سر گرمیوں پر نظر رکھنے سے متعلق ہے، جبکہ مجموعی یا کلی اقتصادیات ان معاشی رویوں کی جانچ پڑتال سے متعلق ہے جو ملکی معیشت لیے بے روزگاری، افراطِ زر، بر آمدات ودر آمدات کا فرق اور مالیاتی خسارے، اور قرضوں کے حجم وغیرہ امور اوران سے متعلقہ پالیسیوں سے واقفیت فراہم کرتی ہے۔

جزوی اقتصادیات(Microeconomics): جزوی معاشیات حکومتی قوانین اور پالیسیوں کے زاویے سے انفرادی منڈیوں کے تعاملات کو دیکھنے کا نام ہے۔ وہ منڈی اشیاء کی پیداوار کی ہو سکی ہے، جیسے سبزی منڈی، غلہ منڈی، ڈنگر منڈی، وغیرہ۔ یا کسی طرح کی خدمات کے نتیجے میں وجود پانے والی مارکیٹ ہوسکتی ہے، جیسے کپڑوں کا بازار، جوتوں کا بازار، آرائش وزیبائش کے سامان کی مارکیٹ وغیرہ۔ جزوی اقتصادیات میں طلب کی مقدار اور سامان یا خدمات فراہم کنندگان کی طرف سے ممکنہ قیمت کی مجموعی مقداروں کو بھی زیر بحث لایا جاتا ہے۔ تاکہ طلب ورسد کا توازن قائم رہ سکے۔ اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بازار کی نوعیت کیا ہے، آیا کامل مسابقت ہے یا اجارہ داری، نیز خرید وفروخت کے رویے اقتصادی کارکردگی پر کس طرح اثرانداز ہورہے ہیں۔[7]

مجموعی اقتصادیات(Macroeconomics): میکرواکنامکس میں وسیع ملکی معاشی مجموعوں اوران کے تعاملات کی وضاحت کے لیے مجموعی طور پر معیشت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس طرح کے مجموعوں میں قومی آمدنی، مجموعی پیداوار، بے روزگاری کی شرح، اور قیمتوں میں افراط زر اور ذیلی مجموعات جیسے کل کھپت، سرمایہ کاری کے اخراجات اور ان کے اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ کلی اقتصادیات میں مانیٹری پالیسی اور مالیاتی پالیسی کے اثرات کا بھی مطالعہ بھی کیا جاتا ہے۔ کسی خاص شعبے کی ترقی، مجموعی قومی معاشی تجزیہ، قومی آمدنی کی طویل مدتی سطح اور شرح نمو کو متاثر کرنے والے عوامل پر غور بھی اسی میں کیا جاتا ہے، اس طرح کے عوامل میں سرمائے کا اشاریہ، تکنیکی تبدیلیوں کی سفارش اور خدمات کی اجرت میں اضافہ شامل ہیں۔[8]

1.2 معاشی استحکام کے عناصر

معاشی استحکام کے مذکورہ مفہوم سے جہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معاشی استحکام کی اصطلاح فرد، معاشرہ، ادارہ، یا پھر کسی قوم وملک کے مالی استحکام میں استقلال کو ظاہر کرنے کے لی استعمال کی جاتی ہے، وہیں کسی قوم وملک کے مالی نظام کے استحکام پر اثر انداز ہونے والے حسبِ ذیل عوامل بھی سامنے آتے ہیں:

- مجموعی ملکی پیداوار(Gross Domestic Product - GDP): یہ ایک اہم مجموعی معاشی اشارہ ہے۔ یہ کسی ملک کی قومی آمدنی کی مجموعی سطح کو ظاہر کرتا ہے۔ اور زیادہ آمدنی اعلی اقتصادی ترقی کی عکاسی کرتی ہے۔

---

[7] Investopedia, https://www.investopedia.com/terms/m/microeconomics.asp Retrieved: 28-04-2023

[8] Worldbank, https://www.worldbank.org/en/topic/macroeconomics#:~:text=Macroeconomics%20focuses%20on%20the%20performance,sound%20monetary%20and%20fiscal%20policies. Retrieved: 28-04-2023

- صارفین کی قیمتیں(Consumer Prices): یہ وسائل کی کمیابی، نایابی، یا زاید از ضرورت کے اشاروں کے طور پر کام کرتی ہیں جو بدلتی ہوئی منڈیوں پر صارفین اور اداروں کے رد عمل کو متاثر کرتی ہیں۔ جب صارفین کی قیمتیں مستحکم ہوتی ہیں تو ملک میں معاشی تناؤ اور بے چینی کم ہوتی ہے، اور یوں ہر کسی کا بھلا ہوتا ہے۔
- روزگار کی شرح(Employment Rate): روزگار یا بے روزگاری کی شرح معاشی سر گرمی کی ڈگری کو ظاہر کرتی ہے۔ در حقیقت یہ ان لوگوں کی تعداد کا حساب ہوتا ہے جو مہارتیں نہ ہونے کی وجہ سے یا پھر مواقع نہ ہونے کی وجہ سے معیشت میں حصہ ڈالے بغیر بیکار بیٹھے ہیں۔ روزگار کی شرح میں اضافہ ملکی استحکام کا باعث بنتا ہے، جبکہ اس شرح میں ملک کو عدم استحکام کی حالت کی طرف دھکیلتی ہے۔
- افراطِ زر کی شرح(Inflation Rate): افراطِ زر کی شرح کو معیشت میں استحکام کا زیادہ قابل اعتماد اشارہ گردانا جاتا ہے۔ مستحکم معیشت کے لیے افراطِ زر کا کم ہونا ضروری ہے، کیونکہ افراطِ زر کی بلند شرح معیشت کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ اس کے علاوہ افراطِ زر کی شرح میں اضافے سے ملکی روپیہ اور اثاثے اپنی قدر کھو دیتے ہیں، اور پھر دوسرے ممالک کی سرمایہ کاری نقصان کا خطرہ زیادہ ہونے کی وجہ سے کم یا ختم ہو جاتی ہے۔
- سود کی شرح(Interest Rates): اسلام مکمل طور پر سود حوصلہ شکنی کرتا ہے، اور سیرت طیبہ میں سود کے خاتمے کی کئی عملی مثالیں موجود ہیں۔ اور آج تو دنیا بھی اس بات کی تسلیم کر رہی ہے کہ سود کی شرح کو 0 کی طرف لے جانا ملکی معاشی استحکام کے لیے تازہ خون کا کام کر سکتا ہے، بلا سود قرض کے مواقع سے نہ صرف صارفین کے لیے ضروریات کے حصول میں معاونت ہو گی، بلکہ کاروباری صلاحیت رکھنے والے بے روزگار افراد کے لیے بھی ملکی معاشی استحکام میں حصہ ڈالنے کا بھرپور موقع میسر ہو گا۔ سودی لین دین کی وجہ سے ملک کا تقریباً سرمایہ بینکوں اور مالیاتی اداروں میں سکڑ کر رہ گیا ہے، سودی لین دین میں ٹھیک ٹھاک منافع کی وجہ سے وہ خود سرمایہ کاری کرتے نہیں، اور بھاری شرحِ سود کی وجہ سے اکثر افراد کی ہمت نہیں بن پاتی کہ وہ قرض لے کر کوئی کاروبار شروع کریں۔ دوسرا ملک پاکستان میں اکثریت غیور مسلمانوں کی ہے، جو صرف اس وجہ سے سود پر قرض کے ذریعے کوئی کاروبار شروع کرنے کو تیار نہیں کہ یہ شریعت مطہرہ میں حرام ہے۔ شرح سود کا کم یا نہ ہونا کسی بھی ملک میں معاشی سرگرمیوں کو رواں دواں رکھنے میں معاونت فراہم کرتا ہے، اور شرح سود کا بڑھ جانا ملک میں معاشی سرگرمیوں کو سکیڑتا ہے، جو ملک معاشی عدم استحکام کی طرف لے جانے کا باعث بنتا ہے۔
- قرض کی سطح(Debt Level): قومی قرض معیشت کی صحت کو ظاہر کرتا ہے۔ حکومتی اخراجات اور درآمدات کی ادائیگیوں کے لیے ملکوں کو قرض کی ضرورت پڑتی ہے۔ تاہم، بہت زیادہ قرض معیشت کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور معاشی استحکام میں خلل ڈال سکتا ہے۔
- عوامی اخراجات(Public Expenditure): معاشی استحکام پر عوامی اخراجات کے اثرات بے شمار ہیں۔ حکومت کو ان شعبوں میں زیادہ خرچ کرنا چاہیے جہاں مالی استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
- مالیاتی خسارہ(Fiscal Deficit): مالیاتی خسارہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب حکومت کے مجموعی اخراجات مجموعی وصولیوں سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ حکومت خسارے کو پورا کرنے کے لیے قرض لیتی ہے۔ اور ان قرضوں کی ادائیگی کے لیے مناسب انتظام نہ ہونے کی صورت میں ملک دیوالیہ پن کے خطرات منڈلانے لگتے ہیں۔

- تجارتی خسارہ(Trade Deficit): تجارتی خسارے سے مراد برآمدات پر درآمدات کی قدر ہے۔ایک صحت مند معیشت میں درآمدات سے زیادہ برآمدات ہونی چاہئیں تاکہ ملک میں زیادہ رقم کی آمد کو یقینی بنایا جاسکے۔تاہم، جب مساوات میں خلل پڑتا ہے تو تضادات پیدا ہوتے ہیں۔
- انسانی ترقی کا اشاریہ(Human Development Index - HDI):لوگوں کا معیار زندگی، تعلیم، صحت اور مجموعی خوشحالی کو انسانی ترقی کے اشارے کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔اس طرح خواندگی، باشندگان کی اوسط عمر، اور بچوں کی اموات کی شرح اس عامل کے تحت آتی ہے۔بہتر شرح خواندگی، معیار زندگی، اور صحت کی بہتر سہولیات بالواسطہ اور بلاواسطہ ملکی استحکام کو ہی ظاہر کرتی ہیں۔

مذکورۃ الصدر وہ چند عوامل ہیں جو کسی بھی ملک کے معاشی استحکام میں بھرپور اثرانداز ہوتے ہیں۔ان عوامل کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ہیں۔اب ان اسلامی تعلیمات کی طرف بڑھتے ہیں جو ان عوامل کے منفی پہلوؤں کے خاتمے یا مضرات کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوسکتی ہیں، اور ملکی معاشی استحکام کی حکمت عملی کے طور پر کام دے سکتی ہیں۔

2. سیرت النبی ﷺ اور بنیادی معاشی اصول

سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات کے مطالعہ معاشی استحکام کے لیے چند امور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کو خاطر میں لائے بغیر نہ تو کسی قسم معاشی ترقی ممکن ہے اور نہ ہی کوئی استحکام لایا جاسکتا ہے۔

2.1 سماجی و اقتصادی انصاف

سماج میں موجود افراد اور معاشی پیداوار کے درمیان انصاف اسلام اور سیرتِ طیبہ کے معاشی نظام کا مقصدِ اولین ہے۔اگر کسی معاشرے کے وہ افراد جو قدرتی احوال یا معاشرے کے دیگر مفاد پرست افراد کے طاری کردہ احوال کی بدولت بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہیں، اور دوسری طرف ضروریات، حاجیات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ تحسینیات کی تکمیل میں بھی اسراف سے کام لیا جارہا ہے تو یہ معاشرتی حالت کبھی اسلامی نہیں کہلاسکتی۔اگر معاشرہ میں بنیادی ضروریات سے محروم افراد موجود ہوں تو دیگر افراد معاشرہ ضرورت سے زائد جو بھی حاصل کرتے ہیں اس پر محروم افراد کا حق ہے، جیسے قرآن میں انفاق العفو سے بیان کیا گیا ہے۔[9] اگرچہ حکم زکوٰۃ کے نزول کے بعد اس انفاق العفو کی فرضیت ندب اور استحباب کے درجے پر پہنچ گئی، مگر یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اگر حالات اس قدر دگرگوں ہوں کہ زکوٰۃ سے محروم افراد کی ضروریات پوری نہ ہو رہی ہوں تو اسے معاشی انصاف کے تقاضے کے تحت لازم قرار دیا جاسکتا ہے۔معاشرتی و معاشرتی انصاف کی بناء پر ہی جناب عمرؓ نے معذور، نادار، بیوہ، اور پیدا ہونے والے بچوں کے وظائف مقرر کر رکھے تھے، اور جب ایک بوڑھے یہودی کو بازار میں مانگتے دیکھا اور معلوم ہوا کہ بوڑھاپے کی وجہ سے نہ صرف جزیہ دینے سے عاجز بلکہ کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے، تو نہ صرف ایسے ذمیوں کا جزیہ معاف کیا گیا بلکہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا گیا۔

2.2 معیشت کی بنیادی اکائیوں میں اصلاح

پیدائش دولت: مال و دولت کا حصول اسلامی تعلیمات میں ذاتی من مانی اور خواہش سے نہیں، بلکہ احکامِ الٰہی کے ماتحت رہ کر ممکن بنانا اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے۔ان تعلیمات میں جائز و ناجائز، پاک و ناپاک، اور حلال و حرام امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔صرف جائز اور حلال روزی کا حصول ہی عین عبادت ہے۔ناجائز منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، کم ناپ تول، بددیانتی، سود، چوری، اور ڈکیتی وغیرہ کے ذریعے پیدائش دولت

[9] البقرۃ 02: 219

مطلقاً ممنوع اور حرام ہے۔[10] تجارت و کاروبار، اجرت پر محنت، اور زراعت و گلہ بانی آمدنی کے اسباب میں سے ہیں، اور پیدائش دولت کے بنیادی ذرائع ہیں، باقی جملہ پیشے ان کے ماتحت آتے ہیں۔ ملکی معاشی ترقی کے عوامل میں مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کا اشاریہ بلاواسطہ اس سے منسلک ہے۔ جو سال 2023 میں تقاضا کرتا ہے کہ ملکی استحکام کے لیے پاکستان کے ہر باشندے کی اوسط سالانہ آمدن تقریباً 404692.02 روپے ہو۔[11] اس لیے ہر پاکستانی کی ذمہ داری ہے وہ پوری دیانت داری اور انہماک سے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے ساتھ ملکی معاشی استحکام میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

صرف دولت: مال و دولت کے خرچ میں جائز و ضروری امور میں بھی اسراف کی سختی سے ممانعت ہے۔ ناپاک، ناجائز اور حرام امور میں مال خرچ کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔

تقسیم دولت: وراثت، زکوٰۃ، نفلی صدقات، وغیرہ امور شرعی اور اسلامی تعلیمات کے طور معاشرے کے محروم اور نادار افراد تک تقسیم دولت کے ذرائع ہیں۔ اسلام کی بنیاد پر وجود پانے والی مملکت خداداد پاکستان کی حکومت اور قوم کی ذمہ داری ہے کہ اس سرزمین پاک پر کم از کم کوئی فرد بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہے۔

2.3. کسبِ معاش کی ذمہ داری

محروم افراد کی ذمہ داری تو اسلامی فلاحی ریاست اور اسلامی معاشرہ اٹھائے گا، مگر معاشرہ کے صالح افراد کا کسبِ معاش سے پہلو تہی اختیار کرنا کسی بھی طرح اسلامی معاشی نظام میں قابل قبول نہیں۔ قرآن و سنت کی واضح تعلیمات میں کسبِ معاش کے لیے کی جانے والی مساعی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ‘ (اور اللہ نے تجھے جو کچھ دے رکھا ہے اس کے ذریعے آخرت والا گھر بنانے کی کوشش کرو۔ اور دنیا میں سے بھی اپنے حصے کو نظر انداز نہ کرو۔ اور جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے تم بھی (دوسروں پر) احسان کرو۔ اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش نہ کرو۔ یقین جانو اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور دنیا سے اپنے حصے کو نظر انداز کرنے سے منع کیا ہے، اور وہ حصہ محنت و کوشش کے ساتھ جڑا ہے، جیسا کہ سورہ النجم میں ارشاد ربانی ہے:

’وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝‘ (اور یہ کہ انسان کیلئے وہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی۔ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔ پھر اسے اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا۔)

’وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا‘ (اور جو شخص اللہ کے راستے میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور بڑی گنجائش پائے گا۔ اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکلے، پھر اسے موت آپکڑے تب بھی اس کا ثواب اللہ کے پاس طے ہو چکا، اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔) اسی طرح امام سفیان ثوری کے اقوال میں سے ہے: ’كَانَ الْمَالُ فِيمَا مَضَى يُكْرَهُ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تُرْسُ الْمُؤْمِنِ. جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الثَّوْرِيِّ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ تَمْسِكُ هَذِهِ الدَّنَانِيرَ؟ فَقَالَ: اسْكُتْ لَوْلَا هَذِهِ الدَّنَانِيرُ لَتَمَنْدَلَ بِنَا هَؤُلَاءِ الْمُلُوكُ۔وَقَالَ سُفْيَانُ: مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مِنْ هَذِهِ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَإِنَّهُ زَمَانٌ مَنِ احْتَاجَ كَانَ أَوَّلَ مَا يَبْذُلُ

---

[10] البقرة 02: 168

[11] Tradingeconomics, https://tradingeconomics.com/pakistan/gdp-per-capita#:~:text=GDP%20per%20Capita%20in%20Pakistan%20is%20expected%20to%20reach%201446.00,macro%20models%20and%20analysts%20expectations. Retrieved: 27-04-2023

دِينَهُ'[12] (پہلے مال (جمع کر کے رکھنے) کو ناپسند کیا جاتا تھا، (کیونکہ فقر ناپسند نہیں سمجھا جاتا تھا، اور بادشاہ بھی لوگوں پر خرچ کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے) لیکن آج یہ مؤمن کی ڈھال ہے۔ ایک شخص نے امام سفیان ثوری سے کہا: اے ابو عبداللہ، کیا تم بھی یہ دینار سنبھال کر رکھتے ہو؟ آپ نے جواب دیا: چپ رہو، اگر یہ دینار نہ ہوتے تو یہ بادشاہ ہمیں مسخر کر لیتے (اور مرضی کے فتاویٰ اور فیصلے کراتے)۔ اور سفیان ثوری نے مزید فرمایا: جس کے پاس اس (مال) میں سے کچھ ہو تو وہ اسے ٹھیک کر کے رکھے، کیونکہ آج وہ زمانہ ہے اگر کوئی شخص محتاج ہو جائے تو سب سے پہلے وہ اپنا دین (بیچتا اور) خرچ کرتا ہے۔)

سماج کے صالح افراد کا محنت کی بجائے ضروریات کی تکمیل کے لیے ہاتھ پھیلانا کسی طور پسندیدہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے: 'عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ، وذكرَ الصدقةَ والتَّعَفُّفَ عنِ المسألةِ: اليدُ العُلْيَا خيْر مِنَ اليدِ السُّفْلَى، واليدُ العُلْيَا هيَ المُنْفِقةُ، والسُّفْلَى هيَ السَائِلَةُ'[13] (حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ منبر پر صدقہ اور دستِ سوال دراز کرنے کے تذکرہ فرمارہے تھے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا، جبکہ نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔)

2.4 اسباب و توکل میں توازن

عوام الناس کو عدم واقفیت کی بنیاد پر در گزر کیا جا سکتا ہے، مگر دین کا علم رکھنے والے ایک بڑے طبقے میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اسباب اختیار کرنا توکل علی اللہ کی مخالفت کرنے کے مترادف ہے۔ جبکہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے یہ بات نہایت واضح ہے کہ یہ دنیا عالم الاسباب ہے۔ یہاں انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اسباب اختیار کیے ہیں، اور کسبِ معاش اور تکمیل ضروریات و حاجات کے لیے زراعت، مویشی پالنا اور چرانا، بڑھائی کا کام، تعمیر، وغیرہ کاموں سے منسلک رہے ہیں۔ اگر ملک کا ایک بڑا طبقہ صرف یہ سوچ کر ملک کی خیر و فلاح میں اپنا حصے کا کام چھوڑ کر بیٹھ جائے تو کئی ملکی معاشی اشاریے دگرگوں ہو جاتے ہیں۔

2.5 گردشِ دولت

سیرت طیبہ اور قرآن و سنت کی تعلیمات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دولت کا چند ہاتھوں میں سمٹنا معاشی قتل عام کے مترادف ہے۔ قرآن نے زکوٰۃ، صدقات، خیرات، مال غنیمت، اور مال فیئ میں قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں کا حق متعین کرنے کی بنیادی وجہ ہی اسی نکتہ کو قرار دیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: 'كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ' (تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں میں ہی گردش کرنے والی نہ رہ جائے۔ بلکہ اسے سماجی توازن کے لیے لازم ہے کہ مال کی خاصی مقدار بغیر کسی بدل معاشرے کے ان افراد تک پہنچے جو معاشی کسمپرسی کا شکار ہو چکے ہیں۔

2.6 طبقاتیت کی حوصلہ شکنی

جناب نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ سے روشنی پا کر معاشی اجارہ داری اور طبقاتیت کا خاتمہ ممکن ہے۔ معاشی طبقاتیت معاشرے اور سماج میں امیر اور غریب کے درمیان خلیج حائل کرتی ہے۔ امیر کو عیاشانہ زندگی اور غریب کو جانور سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ غلاموں کے متعلق حکم دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں: جو تم کھاؤ انہیں کھلاؤ، جو تم پہنو انہیں پہناؤ، ان کی ہمت سے زیادہ ان پر کام بوجھ مت ڈالو، اگر ہمت سے زیادہ کام دو تو پھر ان کی مدد و معاونت بھی کرو۔[14] جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ معاشی کمی کسی بھی انسان کو

---

[12] أصفہانی، ابونعیم احمد، حلية الاولياء وطبقات الاصفياء (بيروت: دار الكتب العلمية، 1409ھ) 381/6

[13] القشيرى، مسلم بن حجاج، الجامع الصحيح، كتاب الزكوٰة، باب اليد العليا خير من اليد السفلى، حديث: 2385

[14] البخارى، الجامع الصحيح، كتابُ الإيمانِ، بابُ المعاصي من أمرِ الجاهلية، حديث نمبر: 30

اچھوت نہیں بنا دیتی۔ بلکہ سماج کے صاحب ثروت لوگوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ معاشرے کے محروم افراد کی مدد کریں، نیز ایمانی غیرت مفلوک الحال لوگوں سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ معاشی تنگی کی وجہ سے مالدار طبقے کی مدد و معاونت نہ کریں۔[15] تاکہ توحید ورسالت اور انسانیت کی بنیاد پر جڑے انسانوں میں کسی قسم طبقاتیت کو راہ میسر نہ آسکے۔

2.7. معاشی عدل

سیرت طیبہ کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ جہاں عدل ایک مسلمان کی زندگی کے دیگر شعبوں میں لازم ہے، وہیں معاشی سرگرمیوں میں بھی یہ ایک ناگزیر عنصر ہے۔ پیدائش دولت، صرف دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت میں سے ہر ایک سطح پر عدل ایک مطلوبہ وصف ہے۔ صرف منصفانہ خرید وفروخت، اجرت اور شراکت کی بنیاد پر حصول دولت کی اجازت دی گئی ہے۔ جبکہ سود، رشوت، چوری، ڈکیتی، ملاوٹ، کم ناپ تول، جوا، منشیات کا کاروبار، جسم فروشی، دھوکہ دہی یا کسی دوسرے غیر منصفانہ رویے کو قطعاً ممنوع اور حرام قرار دیا گیا ہے۔[16] یہی حال مال خرچ کرنے کا ہے کہ جوا، منشیات، بدکاری وغیرہ امور میں صرف دولت کی بالکل بھی گنجائش نہیں، جبکہ بنیادی ضروریات وحوائج کی تکمیل میں بھی انحراف، اسراف اور تبذیر ممنوع ہیں۔[17] تقسیم دولت میں بھی عدل ایک لازمی عنصر ہے، کہ اسلام معاشرتی انصاف اور سماجی عدل کی تاکید کرتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کے ذریعے عملی طور پر معاشی عدل کی راہ ہموار فرمادی۔

حکومتی عہدہ ذمہ داری نہ ذریعہ عیاشی

اسلامی تعلیمات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حکومتی عہدہ ایک ذمہ داری ہوتا ہے، یہی وجہ ہے ایک بار جب نبی کریم ﷺ سے دو نوجوانوں نے عہدے کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے عہدہ دینے سے انکار فرمادیا۔ حضرت عمرؓ جب بھی کسی عامل مقرر کرتے تو انصار ومہاجرین کے چند لوگوں کو گواہ بنا کر عہد لیتے تھے کہ وہ

عمدہ خچر پر سواری نہ کرے گا۔

باریک لباس نہیں پہنے گا۔

چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔

دروازہ بند نہیں رکھے گا اور نہ ہی دربان رکھے گا۔[18]

اور آپؓ نے اپنے عمال کی نگرانی کے لیے بھی باقاعدہ نظام وضع کر رکھا تھا، کوتاہی اور شکایت کی صورت میں سخت سرزنش بھی کی جاتی تھی، تاکہ ذمہ دار افراد کی کوتاہیوں کی وجہ سے عوام مشکلات کا شکار نہ ہو۔

3. جزوی معاشی استحکام کی حکمت عملی

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ جزوی معاشیات (Microeconomics) متنوع بازاروں اور منڈیوں کے تعامل اور طلب ورسد کی مقدار اور متعلقہ مارکیٹ میں قیمتوں کے توازن پر بحث کرنے کا نظریہ ہے۔ اس لیے اس سطح پر مناسب حکمت عملی ملکی سطح پر مجموعی معاشی حکمت عملی پر گہرا اثر ڈالتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس سطح پر مارکیٹ کی ساخت اور نرخوں کے تعین سے متعلق حکمت عملی پر بات کی جائے گی۔

---

[15] المائدہ 05: 02

[16] المائدہ 5: 90-92

[17] بنی اسرائیل 17: 26-27

[18] قاضی ابویوسف، کتاب الخراج، مترجم: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2016)، ص 318

3.1 مارکیٹ کی ساخت

مارکیٹ، بازار یا منڈی اسلامی معاشی نظام کے اہم اداروں میں سے ایک ہے۔ محدود شراکت، محدود منافع، اجارہ داری کا نہ ہونا،[19] اخلاقیات، اور حکومتی نگرانی اسلامی بازار کی خصوصیات کے طور پر ذکر کی جاسکتی ہیں۔ان خصوصیات کے مطابق، اخلاقیات اور حکومت مارکیٹ کنٹرول کے لیے دو اہم اور موثر عوامل ہیں۔ اخلاقیات اور ایمان کی وجہ سے اشیاء اور خدمات کی طلب اور رسد عوامی مفادات کے مطابق ہوتی ہے۔ حکومت مارکیٹ میں اگر ضروری ہو تو کنٹرول اور مداخلت کرتی ہے تاکہ قیمتیں اور نرخ قدرتی، متوازن اور عوامی مفادات کے مطابق رہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ اسلامی حکومتیں بازار کے طریقہ کار اور قیمت کے نظام پر توجہ دیتی رہی ہیں۔

ضرورت کی تکمیل، معاشی نمو یا زندگی میں انسان جن دیگر مقاصد کو پسند کرتے ہیں، کے تناظر میں چیزوں کو انجام دینے کا واحد طریقہ بازار کا تعامل نہیں ہے۔اس کے باوجود نجی ملکیت اور معاہدے کی آزادی والے معاشرے میں اس کی بنیادی اہمیت ہے۔ اسلامی ادارہ جاتی انتظام مارکیٹ کے تعامل کی مرکزی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور اسے اسلامی معیشت کے اہداف کے تابع کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔[20]

تاہم، جیسا کہ ٹوما، مشہور ماہر معاشیات، نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حکومت کا پیداواری عمل، مارکیٹ کے ڈھانچے اور قیمتوں کی نقل و حرکت میں صرف ایک محدود کردار ہونا چاہیے۔اس حوالے سے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں قیمتیں بڑھ گئیں۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارے لیے قیمتیں طے کردیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: 'قیمتیں اللہ نے مقرر کی ہیں۔ وہ معاش کے ذرائع کو ٹھیک کرتا اور پھیلاتا ہے۔ اور میں اپنے رب سے اس حال میں ملنے کی امید رکھتا ہوں کہ کوئی میرے خلاف خون یا مال کے معاملے میں ناانصافی کا دعویٰ نہ کرے۔[21]

اسلامی تعلیمات مسابقتی مارکیٹ کے ڈھانچے کے حق میں ہیں۔ اجارہ داری کے کسی بھی طریقے سے اشیاء یا خدمات کی فراہمی کو محدود کرکے مناپلی زدہ مارکیٹ کے ڈھانچے کو اسلام میں رد کیا گیا ہے۔

3.2 نظریۃ السعر

مارکیٹ میں قیمتوں کا تعین طلب اور رسد کی قوتوں کے باہمی تعامل سے خودکار طریقے پر ہونا چاہیے۔اسلام میں متوازن یا مساوی قیمتوں کی تعیین کا نظریہ پسند کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق مسابقتی مارکیٹ کے ڈھانچے میں جبر، دھوکہ دہی، اجارہ داری، ذخیرہ اندوزی اور دیگر بدعنوانی اور بداخلاقی پر مشتمل طریقوں کے بغیر مارکیٹ کی قوتوں کی طرف سے مقرر ہونی چاہیے، اور یہ ایک ایسی قیمت ہوگی جو لین دین کرنے والے فریقین کے لیے باہمی رضامندی سے قابل قبول ہے۔ کوئی بھی دوسری قیمت، جو مارکیٹ کی خرابیوں کی وجہ سے موجود ہے، انسانی فلاح و بہبود کو متاثر کرے گی، اور اسلامی تعلیمات اس کے لیے حکومتی مداخلت اور، اگر ضروری ہو تو، قیمتوں پر قابو پانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔

4. مجموعی ملکی معاشی استحکام کی حکمت عملی

مجموعی معاشیات یا کلی اقتصادیات (Macroeconomics) بے روزگاری، افراطِ زر، برآمدات و درآمدات کا فرق اور مالیاتی خسارے، اور قرضوں کے حجم وغیرہ مجموعی ملکی و قومی اشاریوں اور ان سے متعلقہ پالیسیوں سے واقفیت سے تعلق رکھتی ہے۔اس سطح پر معاشی استحکام کے لیے سیرت طیبہ اور قرآن وسنت حسب ذیل رہنمائی ملتی ہے۔

---

[19] قشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب المساقاة، باب تحریم الاحتکار في الأقوات، حدیث نمبر: 1605

[20] Siddiqi, Muhammad Nejatullah, Teaching Islamic economics. (Jeddah: King AbdulAziz University Islamic Economics Research Centre, 2005) p. 25

[21] القزوینی، ابو عبداللہ ابن ماجہ، السنن، کتاب التجارات، باب من کرہ أن یسعر، حدیث نمبر: 2200

4.1. ملکی مجموعی معاشی حقائق کا ادراک

یہ خیال بالکل باطل ہے کہ اسلام آئندہ کل کے لیے بھی سوچ بچار کی اجازت نہیں دیتا، یہ نظریہ رکھنے والے افراد مستقبل کے خطرات اور پیش بندی کرنے کو توکل کے خلاف قرار دیتے ہوئے اسے غیر اسلامی اور مادیت پرست سوچ قرار دیتے ہیں۔ جبکہ قرآن وسنت کی تعلیمات ملکی معاشی حقائق، متوقع خطرات اور ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے پیش بندی پر بھرپور زور دیتی ہیں۔اس حوالے سے سب سے اہم حوالہ حضرت یوسف علیہ السلام سے شاہِ مصر کے خوابوں کی تعبیر پوچھنے کا واقعہ ہے۔ جو کہ قرآن کریم کی سورہ یوسف آیت 42 سے 49 میں بیان ہوا ہے۔ بادشاہ نے خواب میں ایک معاملہ یہ دیکھا کہ سات دبلی گائیں سات صحت مند گائیں کھا گئیں۔ اور دوسرا یہ دیکھا کہ سات ہری بالیں اور سات سوکھی بالیں ہیں۔ پھر شاہِ مصر کے خدمت گار کے ذریعے جناب یوسف علیہ السلام کو خواب معلوم ہوا تو آپ علیہ السلام نے ملک کو پیش آنے والی مشکلات کا ادراک کر لیا، اور نہ صرف خواب کی تعبیر بتائی، بلکہ ساتھ ہی پندرہ سال کا معاشی منصوبہ بھی پیش فرمایا۔ قرآن سے ثابت شدہ ان شواہد کی بناء پر ماہرین معاشیات اور معاشی پیش گوئی کے آلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، ملک کے لیے متوقع آزمائشوں، مالی مشکلات، معاشی نقصان کے خطرات، تجارتی راہداری رکھنے والے ملکوں سے تعلقات میں ممکنہ تناؤ وغیرہ امور کے لیے متبادل حکمت عملی جیسے امور کی مختصر المیعاد اور طویل المیعاد ہر طرح کے احوال کا ادراک کرنے کی کوشش کرنا قطعاً اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہے۔

4.2. کھپت کا حیاتیاتی دوری ماڈل

سورہ یوسف کی آیات 42 تا 49 کی روشنی میں وسائل کی کھپت کا دوری ماڈل بھی ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ کنزمپشن کا لائف سائیکل ماڈل ماہرین معاشیات کے ہاں ایک وسائل کی کھپت کا ایک معیاری ماڈل ہے، اور اس کا حوالہ بھی قرآن سے موجود ہے اور اس ماڈل کے مطابق قرآن سے بھی ہزاروں سال پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعے عملی نمونہ موجود ہے۔ کھپت کے حیاتیاتی دوری ماڈل میں ماہرین اقتصادیات وقت، کوشش، اور رقم یا سرمایہ کو مستقبل کی مختلف مدتوں کے لیے تخصیص کے بارے میں سوچتے ہیں۔ جدید ماڈل میں تو کھپت کے ساتھ ساتھ بچت، تعلیم، انسانی سرمایہ، شادی، زمینی پیداوار، اور مزدوری کے بھی ممکنہ اور متوقع تشکیلات بھی ترتیب دی جانے لگی ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے قحط کے سالوں میں کھپت کو ممکن بنانے کے لیے قحط سے پیشگی سالوں میں اناج کی مخصوص شرح محفوظ کرنے کی سفارش کی، اور جب ملک کے وزیر خزانہ بنے تو اس پر عملی اقدامات بھی کیے، اور مصر و مضافات کو فاقہ کشی سے بچا لیا۔ اسی طرح کئی دیگر معاشی حیاتیاتی ماڈل بھی پیش کیے گئے ہیں، جن میں فی الوقت سرمایہ کو روکنا ممکنہ منافع سے محرومی قرار دیا گیا ہے۔ کھپت کی پیش بندی کی بجائے زیادہ بنانے پر زور دیا جاتا ہے، مگر یہ تمام تشکیلات لالچ کا عنصر رکھنے کی وجہ سے زندگی کو مشکل سے دوچار کر سکتے ہیں۔

4.3. سرمایہ کاری

سرمایہ کاری کے لیے حکومت کو سود اور اسلام میں ممنوعہ اشیاء سے پاک شعبوں میں سرمایہ کاری کرنی چاہیے۔ اسلامی بینکاری متعارف کرانے کا بنیادی نکتہ یہی تھا کہ اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے، اور تجارت وشراکت داری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس کا کردار سود والے بینکاری نظام کا ایک قابل عمل متبادل پیدا کرنا ہے۔ اسلامی بینک مقامی تجارت اور وسیع پیمانے پر تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دے، منافع کی حوصلہ افزائی کرے، اور خطرات کے اصول کو مد نظر رکھ کر اصل طلب پر مبنی سرگرمیوں میں مضاربہ اور مشارکہ کے ذریعے سرمایہ کاری کرے۔ اس طرح کی سرمایہ کاری کاروباری تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دے سکتی ہے، کیونکہ خاص طور پر مشارکہ کی صورت میں بینک براہ راست کاروبار کا حصہ ہوتا ہے، اور یہ سرمایہ کاری پیدائش دولت کے ساتھ ساتھ سماج میں مطلوب اشیاء کی فراہمی کا بھی باعث بن سکتا ہے۔

اس بات پر تقریباً تمام مسلم علماء کا اتفاق ہے کہ سودی لین دین صرف یک طرفہ محنت پر مشتمل ہوتا ہے، اور سود کی رقم محنت کرنے والے کے منافع کا خاصہ حصہ بھی ضبط کرنے کا باعث بنتی ہے، نیز سودی بینک کو سرمایہ کی کارکردگی سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اسلامی بینکنگ میں فنانس کی صرف سود سے پاک شکلوں کو ہی جائز قرار دیا گیا ہے، اس لیے فنانسرز اور قرض لینے والوں کے درمیان مالی تعلقات حلال سرگرمیوں میں سرمایہ کاری سے مشترکہ کاروباری رسک اور منافع کے ذریعے چلائے جاتے ہیں۔ اسلامی قانون کسی اثاثے کے استعمال کی ادائیگی پر اعتراض نہیں کرتا، اور اثاثوں سے منافع یا منافع کمانے کی یقیناً اس وقت تک حوصلہ افزائی کرتا ہے جب تک قرض دہندہ اور قرض لینے والا دونوں سرمایہ کاری کے خطرے میں شریک رہتے ہیں۔ مفروضے کی بنیاد پر منافع کی ضمانت نہیں ہونی چاہیے۔ اسلامی قانون کے تحت کوئی بھی مالیاتی لین دین سرمایہ کاروں کو واضح حقوق اور ذمہ داریاں تفویض کرتا ہے جس کے لیے وہ منافع حاصل کرنے کے حقدار قرار دیے جاسکتے ہیں۔

4.4. دولت کی پیداوار

ضروریات و حاجات کے پیش نظر اسلام مسلمانوں کو ایسی چیزیں تیار کرنے کی اجازت دیتا ہے جو انسانی زندگی کے لیے بہت ضروری ہیں۔ اشیاء صرف کی پیداوار کے لیے زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم کے امتزاج کو اسلامی معاشیات نے منظور کیا ہے۔ قرآن اور حدیث، دونوں مسلمانوں اور مسلم معاشرے کے لیے مفید چیزیں پیدا کرنے کے لیے انسانی محنت کے بارے میں بہت زیادہ بات کرتے ہیں۔ اسلام میں انسانی محنت کو بہت بڑا اعزاز دیا گیا ہے۔ یہ بیکار زندگی اور بیکار تفریحات میں وقت کے ضیاع کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ لیکن یہ صحت مند تفریح اور پیشوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جیسے روزانہ ورزش، کشتی، تفریح اور ٹورنامنٹ اور اسی طرح کی بہت سی دوسری سرگرمیاں۔ لہذا، اسلام میں، محنت جس میں فکری اور جسمانی دونوں طرح کے کام شامل ہیں، تمام دولت و جائیداد کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔ متعدد معاملات میں دیانت دارانہ کام کو تقویٰ کی ایک شکل قرار دیا گیا ہے۔

4.5. دولت کی تقسیم

شاید دنیا کے کسی مذہب میں دولت کی تقسیم پر اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا اسلام میں ہے۔ انسان کو اس زمین پر اللہ کے نائب کے طور پر بھیجا گیا ہے۔ تو اللہ اپنے وائسرائے یا اس کی اولاد کی غربت کو پسند نہیں کرتا۔ درحقیقت یہ سلاطین، بادشاہ، امراء اور سرمایہ دار تھے جنہوں نے پیداوار کے تمام وسائل پر قبضہ کر لیا اور عوام کو مفلس ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔

اسلامی انقلاب کے وقت عرب سمیت پوری دنیا میں بہت زیادہ غربت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا مال غریبوں پر خرچ کریں۔ اس سلسلے میں قرآن پاک میں بہت سی آیات موجود ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری کا ترجمہ ہے: ' نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو '[22] ایسا خدائی حکم ہے جو قرآن پاک میں دیگر احکام کی بنسبت زیادہ دہرایا گیا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہمیشہ غریبوں اور مسکینوں پر خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جیسے فرمان باری کا ترجمہ ہے: ' وہ آپ سے پوچھتے ہیں، وہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دو، تمہارے (حقیقی) خرچ کے بعد جو کچھ بچا ہے (اپنے دوسرے بھائیوں پر خرچ کرو) '۔[23]

اسلام میں مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اسلامی حکومت کو درج ذیل شکلوں میں ادائیگی کریں تاکہ دولت غریبوں اور مسکینوں اور ریاستی امور پر خرچ کی جاسکے۔ یہ چیزیں مال غنیمت، فائی، زکوٰۃ، صدقات، عشر، خمس اور دیگر ٹیکس ہیں۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے خود زکوٰۃ کی رقم کو آٹھ چیزوں پر تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے، یعنی غریبوں، مسکینوں، زکوٰۃ جمع کرنے والوں، وہ نئے مسلمان جن کے دلوں میں صلح ہونی ہے، غلام، نادہندہ

---

[22] البقرۃ 02: 43
[23] البقرۃ 02: 219

قرض دار، جہاد میں اور مسافروں کے لیے۔[24] غیر مسلموں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسلامی حکومت کو ان کے سامانِ تجارت پر خوارج، جزیہ اور اوشور ادا کریں۔ وہ حکومت کو دیگر ادائیگیوں کے بھی پابند ہیں۔

4.6. مالیاتی نظام

اسلام پوری بنی نوع انسان کے لیے ایک آخری الہامی مذہب کے طور پر انسانی زندگی کے اہم ترین پہلو معاشیات و اقتصادیات کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو بیت المال کا بے مثال مالیاتی نظام عطا کیا جو پوری دنیا میں مسلمانوں کی تمام معاشی سرگرمیوں کو محیط تھا۔ بیت المال کا ادارہ جنگ بدر سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے قائم ہو چکا تھا۔ ابن کثیر اپنی مشہور تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سعد بن مالک ؓ کو جنگ بدر میں ایک تلوار ملی تھی۔ وہ یہ تلوار رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور درخواست کی کہ آپ ﷺ یہ ان کو دے دیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: تلوار پر نہ میرا حق ہے اور نہ تمہارا، اس لیے اسے بیت المال میں جمع کرا دیں، اور وہ تلوار وہاں جمع کرا دی گئی۔[25] اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بیت المال کا ادارہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں قائم ہو چکا تھا، حالانکہ اس کے لیے کوئی خاص عمارت نہیں بنائی گئی تھی۔ یہ مسجد نبوی ہی تھی جس نے اس مقصد کو پورا کیا۔ اسوہ حسنہ، اور قرآن و سنت کی تعلیمات سے اس وقت کے بیت المال کے حسب ذیل ذرائع آمدن کا علم ہوتا ہے:

- زکوٰۃ
- خمس
- فیئ
- صدقات
- عشر
- خراج
- جزیہ
- فدیہ کی رقم
- خزانے کا خمس
- وقف کی آمدنی
- ضرورت کے وقت مسلمانوں کی امداد

بیت المال کی اس طرح جمع ہونے والی آمدنی غریبوں، مسکینوں، غلاموں، مجاہدین اور ریاستی امور پر خرچ ہوتی تھی۔

اس طرح اسلامی حکومت کا سارا کام بیت المال کے ذرائع سے ہوتا تھا۔ معاشی نظام کو کنٹرول کرنے کے لیے رسول ﷺ نے اسلامی ریاست میں سونے اور چاندی کے سکوں کی برابری کے معیار پر اجازت دی تھی۔ اس طرح عرب کے بازاروں میں تمام ممالک کے سکے آزاد گردش میں تھے۔ اس وقت کوئی خاص سکہ نہیں بنایا گیا تھا۔ یہ خلیفہ دوم کے دور میں کیا گیا تھا۔

---

[24] التوبة 09: 60

[25] تفسیر ابن کثیر، سورہ انفال

اسلامی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں، لوگوں کے درمیان انفرادی اور اجتماعی طور پر مختلف پہلوؤں جیسے معاشی، سماجی، ثقافتی اور سیاسی طور پر تعلقات کی رہنمائی شامل ہے۔ مسلمان فرد اپنے رویے کو مذہبی اور سیکولر جہتوں میں تقسیم نہیں کر سکتا کیونکہ اسے ہمیشہ شریعت کا پابند رہنا ہے۔ اسلامی شریعت میں عبادت، نماز، آداب اور اخلاق، شادی، وراثت، جرم اور تجارتی لین دین سمیت دیگر کئی فرائض کا احاطہ کیا گیا ہے۔ لین دین سے متعلق اسلامی تعلیمات مضبوط فعالیت کی حامل ہو سکتی ہیں بشرطیکہ اس حوالے سے اسلامی تعلیمات کی روح، اصول، ضوابط اور تنظیمات کو مدنظر رکھا جائے۔

5. خلاصہ مبحث

ملکی معاشی استحکام کسی بھی ملک کی اس معاشی سطح کا نام ہے جس پر پہنچ کر وہ بے روزگاری، افراطِ زر، ملکی مجموعی پیداوار کی قلت، شرح سود میں اضافہ، ملکی قرض میں یکایک اضافہ، قیمتوں میں عدم توازن، مالیاتی خسارہ جیسے معاشی عدم استحکام کے اشاریوں سے طویل وقت تک محفوظ رہنے کی صلاحیت رکھے۔

مملکتِ خداداد پاکستان میں معاشی عدم استحکام کی وجوہات میں جہاں سیاسی بے یقینی، ملک کے تین اہم صوبوں؛ سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں دہشت گردی کا تاثر، مالی اور اخلاقی بدعنوانی کا تاثر، کرونا وباء کے باقیات شامل ہیں، وہیں کاروبار میں مشکلات اور ملازت کے حوصلہ افزاء ماحول، کاروبار دوست نظام کی کمیابی، معاشی انصاف کو درپیش چیلنجز اور مشکلات بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ علاوہ ازیں وہ ذہنیت بھی ہے جو محنت کر کے کمانے اور حصول معاش کے لیے کوشش کو خلاف توکل گردانتی ہے۔ نیز وہ بینک اور مالیاتی ادارے بھی ہیں جن کے بے تحاشہ سرمایہ ہونے کے باوجود صرف انہی امور میں سرمایہ کاری پر اکتفاء کرتے ہیں جن سے بالواسطہ یا بلاواسطہ سودی منافع حاصل ہو۔

معاشی استحکام کی ابتدائی سطح جزوی معاشیات (Microeconomics) ہے۔ اس سطح پر افراد، ادارے اور ایجنٹ معاشی سرگرمیوں میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ طلب اور رسد، قیمتیں، دولت، اور آمدنی کے اصول کارفرما ہوتے ہیں۔ اور سیرت النبی ﷺ سے ماخوذ تعلیمات ان اصولوں میں دیانتداری، بھروسہ، اور انصاف پسندی جیسے اخلاقی رویوں کے ساتھ ساتھ حصول روزگار کے لیے سعی، جدوجہد اور متحرک رہنے کی تلقین کرتی ہیں۔ یہاں اجناس اور خدمات کی قیمتوں اور اجرت کے تعین میں غلط و صحیح، استعمال کی نوعیت، اعتدال، آزادی، اور انصاف کے اصول کارفرما ہوتے ہیں۔ اور پیداکنندہ، صارف، اور حکومت اپنے اپنے منتخب اصول کے تحت قیمتوں اور اجرت کے تعین میں مساعی کرتے ہیں، اور اسلام یہاں بنیادی ضروریات کے لیے کم از کم اجرت و منافع، اور اجناس کے استعمال میں اسراف و انحراف سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ جزوی اقتصادیات کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں بازاروں کی مجموعی سرگرمیاں ملکی مجموعی اقتصادیات (Macroeconomics) میں اپنا حصہ ڈالتی ہیں۔

معاشی استحکام کی سطح جسے ملکی کلی اقتصادیات (Macroeconomics) کہا جاتا ہے، یہ کسی بھی ملک و قوم کی مجموعی معاشی سرگرمیوں کی سطح ہوتی ہے۔ اس کے لیے لائحہ عمل یوں ترتیب دیا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلے تمام تر معاشی وسائل، مسائل اور ضروریات وغیرہ معاشی حقائق کا ادراک کرتے ہوئے آلاتِ پیش گوئی اور ماہرین معاشیات کی معاونت سے کم از کم بھی تو پندرہ سال[26] کے لیے حکومت پالیسیاں ترتیب دے کر معاشی سائیکل وضع کرے۔ دوسرے درجے پر مالی منصوبوں اور مالی اثاثوں کا لحاظ رکھتے ہوئے کھپت کا منصوبہ ترتیب دیا جائے، جس میں ملکی آمدنی، بچت، واپس کی جانے والی رقوم، اور ریٹائرمنٹس کے لیے زرضمانت، خطرات کی پیش بندی اور بجٹ کی حدبندی کر لی جائے۔ تیسرے نمبر پر پیدائشِ دولت کے لیے زمین، خدمات، سرمایہ، اور تنظیمی سہولیات کو بروئے کار لا کر سود سے پاک اور تجارت یا شراکت داری کے اصولوں کو اپناتے ہوئے سرمایہ کاری کے منصوبہ کا نفاذ کیا جائے، جس کی پاسداری کا تمام بینکوں اور مالیاتی اداروں کو پابند کرنے کے ساتھ ساتھ نگرانی کا بھی مناسب

---

[26] جیسا کہ سورہ یوسف آیات 42تا49 میں جناب یوسف علیہ السلام نے پندرہ سال کے لیے معاشی پیش گوئی فرمائی، ہدایات دیں، اور پھر متعلقہ ذمہ داری ملنے پر اسے نافذ فرمایا۔

بندوبست کیا جائے۔ چوتھے درجے پر تقسیم دولت کے لیے ایک ایسا قابل عمل نظام ترتیب دیا جائے جس کے ذریعے حکومت دیگر لازمی خرچہ جات کے ساتھ ساتھ بنیادی ضروریات سے محروم افراد تک بنیادی ضروریات کی فراہم کو یقینی بنا سکے۔ پھر پانچویں اور آخری مرحلے میں انسانی زندگی کی فلاح وصلاح کے مقصد کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عملی جامہ پہنانے کے لیے مندرجہ بالا امور کی سرپرستی، نگرانی اور کنٹرول کے اصولوں کو بروئے کار لاتے ہوئے معاشی نظام میں اصلاح اور بہتری کے عمل کو جاری رکھا جائے، حتی کہ نظام پختگی کی منازل طے کرتے ہوئے ملکی معاشی استحکام کا ضامن بن جائے۔

6. تجاویز وسفارشات

موضوع کی اہمیت، مقالہ کے مواد اور خلاصہ مبحث کے تناظر میں ملکی معاشی استحکام کے لیے حسب ذیل تجاویز وسفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. مقالہ کا عنوان ملک کے ایک زندہ مسئلہ سے متعلق ہے۔ اس لیے سفارش کی جاتی ہے کہ اس کا دائرہ کار مقابلہ تحقیقی مقالات کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ مقابلہ تحقیقی کتب، تقاریر سے آگے بڑھاتے ہوئے، ملکی تعلیمی اداروں کی سطح تک سیمینارز اور کانفرنسز کے انعقاد تک لے جایا جائے۔
2. مملکت خداداد اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں عوام الناس کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں بے روزگاری، غربت، معاشی بے یقینی، اور ناقابل برداشت معاشی دباؤ بڑے مسائل ہیں۔ ملک کا ایک بڑا طبقہ کمانے اور کسب حلال کے لیے مساعی کو توکل کے خلاف سمجھتا ہے، جبکہ کئی لوگ پیشہ ورانہ صلاحیتوں سے محرومی کی وجہ سے جس کے نتیجے میں افرادی قوت کی ایک بڑی مقدار خود ساختہ بے روزگاری کا شکار ہے۔ جبکہ قرآن وسنت میں کسب حلال کے لیے جدوجہد کو تقویٰ اور عین عبادت قرار دیا گیا ہے۔ ان کے لیے معاشی سرگرمیوں کی اہمیت کے حوالے سے سرکاری تعلیمی اداروں میں عوامی سطح کے سیمینارز اور کانفرنسز کی سفارش کی جاتی ہے۔
3. نظام زکوٰۃ وعشر میں شفافیت لائی جائے، تاکہ عوام میں اعتماد بحال ہو اور وہ انفرادی زکوٰۃ کی بجائے ملکی خزانہ میں زکوٰۃ جمع کرانے کو ترجیح دیں، تاکہ ملکی سطح پر مفاد عامہ کی سرگرمیوں کا دائرہ کار بڑھایا جاسکے۔
4. ملک میں موجود بینک اور مالیاتی ادارے اکثر وبیشتر سودی معاملات میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ شرح سود بلند رہنے کی وجہ سے اکثر کاروباری تخلیقی صلاحیتوں کے حامل افراد قرض لینے سے گھبراتے ہیں۔ ایک طرف تمام ایسے اداروں کو اسلامی بینکاری پر منتقل کیا جائے، اور دوسری طرف سٹیٹ بینک آف پاکستان کے ذریعے نگرانی کرائی جائے کہ یہ بینک زیادہ سے زیادہ شراکت داری معاملات میں سرمایہ کاری کریں، تاکہ نفع ونقصان میں برابر کی شراکت ہو۔ اس طرح قرض لینے والے پر سود کا بوجھ نہیں ہوگا، اور ملک کاروبار کے رجحان کو فروغ ملے گا۔
5. ملک میں دہشت گردی اور نفرت پھیلاؤ کا تاثر بیرونی سرمایہ کاری کو متاثر کرتا ہے۔ اس کے لیے سفارش کی جاتی ہے ملک پاکستان کے تمام ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن کو آس پاس گہری نظر رکھنے اور مشکوک احوال کی اطلاح سیکورٹی اداروں تک پہنچانے سے منسلک کر دیا جائے۔ ایک طرف ریٹائرڈ ملازمین کو ملکی خدمت کا اعزاز میسر آئے گا، اور دوسری جانب ملک دہشت گاری اور نفرت انگیزی کے جن پر قابو پالے گا۔
6. ملک میں کاروباری پالیسیوں اور معاملات کی پیچیدگیوں کی بناء پر ملک کے باشندگان یا تو کاروبار کرنا ہی نہیں چاہتے یا سسٹم میں آنے کو ایک دشوار گزار گھاٹی سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے تعلیم یافتگان بھی ملازمت کی تلاش میں رہتے ہیں، چاہے وہ ان کے تعلیمی میدان سے میل رکھے یا نہ رکھے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سیکورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن پاکستان اور دیگر متعلقہ اداروں کی

پالیسیوں اور تعامل کو سہل کیا جائے۔اس سے ایک طرف بے روزگاری میں خاطر خواہ کمی آئے گی، دوسری طرف سماجی ضرورت کے سامان کی پیداوار ملکی سطح پر پروان چڑھے گی، جس کے لیے ملک کو کروڑوں میں غیر ملکی زرمبادلہ کی ضرورت رہتی ہے۔

7. عرصہ طویل سے جاری سیاسی تناؤ سے ملک کا سیاسی اور معاشی استحکام داؤپر لگا ہوا ہے، بلکہ اس کے منفی اثرات میڈیا اور سوشل میڈیا کے توسط سے ملک کے باشندگان کو معاشرتی و اخلاقی زبوں حالی اور انارکی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔اس کے لیے سفارش کی جاتی ہے کہ سیاسی کارکنوں کے لیے سیاست سے متعلقہ پیشہ ورانہ اخلاقیات متعارف کرائے جائیں۔نیز میڈیا اور سوشل میڈیا پر برپا طوفان کی روک تھام کے لیے لائحہ عمل ترتیب دیا جائے۔

8. ملک میں بیرونی زرمبادلہ کے مسائل سے نمٹنے کے لیے ملکی سطح پر تخلیقی صلاحیتوں کے حامل افراد کی حوصلہ افزائی کی جائے۔اور بڑی مقدار در آمد کی جانے والی اشیاء کی ملکی سطح پر پیداوار کے لیے اقدامات کی جائیں۔

9. آئی سیکٹر میں بیرونی زرمبادلہ ملک لانے کا بہت پوٹینشل موجود ہے۔اس شعبے میں زیادہ تر تعلیمی اداروں میں دی جانے والی تعلیم نظریاتی وتاریخی ہوتی ہے، جس سے بہت زیادہ طلبہ عملی طور پر کچھ نہیں کرپاتے، اس لیے گریجوایشن سطح پر ووکیشنل ٹریننگ طرز کے کورسز متعارف کرائے جائیں اور ان کی تدریس کو لازمی حیثیت دی جائے۔

10. سود اور اسلام میں دیگر ممنوعہ اشیاء سے پاک سرمایہ کاری کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔اس سے نہ صرف ملک میں صحیح اسلامی معاشی ماڈل کی آزمائش ہوگی، بلکہ ملکی معاشی استحکام بھی آئے گا، جس طرح دور رسالت، اور دور خلافت میں استحکام آیا جب انہوں نے ہر قسم کے نقصان کے خطرات بالائے رکھ کر صرف حکم خدا کی فرمانبرداری کے لیے قدم بڑھائے، اور ان کے لیے خدائی مدد ومعاونت کے وعدے سچ ثابت ہوئے۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)